OPEN ACCESS
ABHATH
(Research Journal of Islamic Studies)
Published by: ***Department of Islamic Studies, Lahore Garrison University, Lahore.***

ISSN (Print) : 2519-7932
ISSN (Online) : 2521-067X
July-September-2022
Vol: 7, Issue: 27
Email:abhaath@lgu.edu.pk
OJS:https://ojs.lgu.edu.pk/index.php/abhath/index

قومی ریاست: علامہ محمد اقبال اور مولانا حسین احمد مدنی کے افکار کا جائزہ

An Overview of the Thoughts of Allama Muḥammad Iqbāl & Maulana Ḥussain Aḥmad Madnī about National State

Ahmad Raza
Assistant Professor, Department of Islamic Thought, Allama Iqbāl Open University Islamabad:ahmad.raza@aiou.edu.pk
Rabia
Ph.D Research Scholar, Islamic Studies, University of Karachi: rabiaraza26@gmail.com

ABSTRACT

In this paper, the thoughts of Allama Muhammad Iqbāl and Maulana Ḥussain Ahmad Madanī related to nationality, patriotism and national state have been discussed and their critical evaluation has been done. Europe was the initiator of the political innovation of nationalism and patriotism in the nineteenth century and it is an effective political weapon in the world. As a result, many national-states came into existence, the Muslim caliphate ended and the unity of Muslims was fragmented. Allama Iqbāl visualized this political consiperacy of Europe timely. He considered it allarming for Muslim ummah. He warned all the Muslims against the Western intrigues and political tantacles. It can be concluded that Allama Iqbāl gave the Muslims of the subcontinent the dream of a separate homeland and he was active in practical politics for it. But Maulana Ḥussain Ahmad Madanī was against the separate Muslim State and had the opinon that India was their homeland and all those who lived in it were one nation. They would not allow the homeland and the nation to be divided.

Keywords: National State, Thoughts, Allama Iqbāl,Ḥussain Ahmad Madnī

انیسویں اور بیسویں صدی میں قومیت ووطنیت کی سیاسی اختراع کا سرچشمہ یورپ تھا جس نے اسے پوری دنیامیں ایک کارآمد سیاسی ہتھیار کے طور پر استعمال کیا۔اس کے نتیجے میں متعدد قومی ریاستیں وجود میں آئیں، مسلمانوں کی خلافت کا خاتمہ ہوا اور مسلمانوں کی وحدت پارہ پارہ ہوئی۔علامہ اقبال یورپ کی اس سیاسی چال کو بہت جلد سمجھ گئے تھے۔آپ اسے مسلمانوں کے لیے بہت خطرناک سمجھتے تھے۔آپ نے تمام مسلمانوں کو مغرب کی ریشہ دوانیوں اور سیاسی چالوں سے خبر دار کیا۔ایک طرف علامہ اقبال تھے جنھوں نے برصغیر کے مسلمانوں کو الگ وطن کا سنہرا خواب دیا اور اس کے لیے عملی سیاست میں سرگرم رہے۔جب کہ دوسری طرف مولانا حسین احمد مدنی تھے جن کا مؤقف یہ تھا کہ ہندوستان میں بسنے والے تمام لوگ ایک قوم ہیں اگرچہ ان کا مذہب الگ الگ کیوں نہ ہو ،چنانچہ ہم اس وطن اور اس قوم کو تقسیم نہیں ہونے دیں گے۔مقالہ کا بنیادی سوال یہ ہے کہ قومیت ووطنیت کی سیاسی اصطلاحات اور قومی ریاست سے کیا مراد ہے؟ علامہ اقبال اور مولانا مدنی کا قومیت ووطنیت اور قومی ریاست سے متعلق نقطہ نظر کیا تھا؟ ان سوالات کو مدنظر رکھ کر مقالہ ہذا میں قومیت ووطنیت اور قومی ریاست سے متعلق علامہ محمد اقبال اور مولانا حسین احمد مدنی کے افکار زیر بحث لائے گئے ہیں اور ان کا تنقیدی جائزہ لیا گیا ہے۔مقالہ کے اختتام پر نتائج وسفارشات بھی مرتب کیے گئے ہیں۔

قومی ریاست

مغربی فلسفہ کے مطابق ایسی ریاست جو مخصوص خطہ زمین پر ایک مخصوص قومی شناخت کے ساتھ رنگ، نسل،زبان،تہذیب اور خودمختاری کی بنیاد پر قائم کی گئی ہو اسے قومی ریاست کہتے ہیں۔ایسی ریاست میں مذہب کو فرد کا نجی معاملہ قرار دیا جاتا ہے۔انگریز مفکر ہانز کوہان نے قومی ریاست کی تعریف ان الفاظ میں کی ہے:

"Nationalism is a concept in which the Supreme loyalty of the individual is felt to be owed to the nation state".[1]

وطنی محبت اگرچہ ایک پاکیزہ،جائز اور فطری جذبہ ہے لیکن اس میں نیشنلزم کا داخل ہو جانا یعنی یہ سوچنا اور کہنا کہ ہمارا وطن، ہماری قوم، ہماری تہذیب اور ہم ہی دوسرے ملکوں، قوموں اور تہذیبوں سے اعلیٰ وارفع ہیں۔یہ سوچ اور نظریہ کسی صورت مناسب نہیں ہے کیونکہ اس کا نتیجہ صرف ہلاکت ہے۔قومی ریاست اس مغربی سیاسی تصور کی بنیاد پر قائم ہوتی ہے جس کا بنیادی نقطہ مذہب اور سیاست کی جدائی، رنگ، نسل، زبان اور قومی وطنیت ہے۔مغرب

[1]- Hans Kohan, The Idea of Nationalism: A Study in its Origin and Background, The Macmillan Company, Collier Books, New York, 1967,P16

کا یہ تصوراسلام کی مجموعی تعلیمات اوراسلامی سیاسی ومعاشرتی نظام سے متصادم ہے۔یہی وجہ ہے کہ علامہ اقبال قومیت ووطنیت کے اس مغربی تصور کے خلاف تھے۔مسلمان قومیت کے اجزائے ترکیبی وحدت دین،وحدت تمدن ،تاریخ ماضی اور پر امید مستقبل ہیں اوراسی کو اقبال ملتِ اسلامیہ سے تعبیر کرتے ہیں۔اسلام اس ملت کی بنیاد ہے۔ اسلام کا سب سے بڑا اور بنیادی اصول توحید ہے جو ملی وحدت کا ضامن ہے۔اس کا دوسرا اصول ایمان بالرسالت ہے جو مسلمانوں کو اسلامی رشتۂ اخوت میں جوڑ کر رکھنے کی بنیاد ہے۔ توحید ورسالت کے بنیادی اصولوں کو تسلیم کرنے کی وجہ سے مسلمان دنیا کے جس کونے میں بھی ہوں ایک جسم کی مانند ہوتے ہیں اور جغرافیائی حدود انہیں جدا نہیں کر سکتیں۔یہی دونوں اصول ملت اسلامیہ کی اساس ہیں،نہ کہ قومی وطنیت۔

قومی ریاست سے متعلق علامہ محمد اقبال کے افکار

اسلام نے وطن کی محبت کو ایمان کا تقاضا قرار دیا ہے لیکن اس کے لیے اندھی عصبیت اور بے جا طرف داری سے منع بھی کیا ہے۔وہ انسان کو ان حدبندیوں سے نکال کر عالمی انسانی برادری اورانسان دوستی کی آفاقی تعلیم دیتا ہے۔یورپ نے انیسویں اور بیسویں صدی میں قومیت اور وطنیت کے نام پر عالمگیر تحریک چلائی اوراسے پوری دنیا میں ایک کارآمد سیاسی ہتھیار کے طور پر استعمال کیا۔اس تحریک کا بنیادی ہدف مسلمانوں کی خلافت تھی۔چنانچہ خلافت کا خاتمہ ہوا اور مسلمانوں کی وحدت پارہ پارہ ہوئی۔یورپ نے خدا اور مذہب کے انکار کے بعد مغرب نے رنگ،نسل اور وطن کی بنیاد قوم پرستی اور قومی ریاستوں کا عالمی کھیل کھیلا۔یورپ میں قیام کے دوران اقبال پر واضح ہو چکا تھا کہ قومیت ووطنیت کا مغربی سیاسی تصور عالمِ انسانیت کی تذلیل اور تباہی کا باعث ہے۔اقبال شناس محقق منظور ایچ کھٹانہ لکھتے ہیں:

Iqbāl's understanding of the concept of nationalism increased considerably after his arrival in Euroe. As a matter of fact, he discovered the essence of Islamic Universality only after arriving at Cambridge. [2]

اقبال کو یقین تھا کہ اسلام نے تصورِ قومیت وطنیت کی نفی کی ہے اور عالمگیر ملت کے قیام پر زور دیا ہے۔آپ نے قومیت ووطنیت کے مغربی سیاسی تصور کی ان الفاظ میں بھرپور تردید کی:"وطنیت و قومیت کا تصور وطن دوستی کے تصور سے جداگانہ چیز ہے۔مغرب نے وطنیت کو اجتماعی زندگی کا ایک نظریہ قرار دیا ہے اوران کے احوال میں یہ بات کچھ ضروری ہو گئی تھی۔دین اور سیاست کا جو تعلق اسلام نے قائم کیا ہے،عیسائیت کو اس سے مناسبت نہ

---

[2] -Manzoor H. Khatana, Iqbāl and Foundations of Pakistani Nationalism, (Lahore:Book Traders,1992), 143

تھی۔ کلیسائی ملک کی بنیاد رہبانیت پر رکھی گئی ہے۔ وہ فقیری اور امیری کو ایک جگہ جمع کیسے کر سکتا تھا۔ نتیجہ کیا ہوا کہ اب اس کے بعد ان کے لیے کوئی اساس نہ رہی تو انہوں نے وطنیت کو بنیاد ٹھہرایا۔ مذہب کی علیحدگی سے جو خلا پیدا ہو گیا تھا اسے انہوں نے اس طرح پر کرنا چاہا۔ اس سے انکار نہیں کہ اس طرح کی سیاسی گروہ بندی سے انہیں فائدے بھی حاصل ہوئے لیکن انجام کار کیا ہوا۔ فقط یہ کہ عیسائی سلطنتیں ٹکڑے ٹکڑے ہو گئیں۔ ان میں نسلی، لسانی اور وطنی اختلافات کا ایک غیر محدود سلسلہ قائم ہو گیا"۔[3]

اقبال کے نزدیک اس دنیا میں مسلمان ایک حقیقت ہے جسے رنگ، نسل، وطن اور جغرافیائی حدود میں پابند نہیں کیا جا سکتا۔ مسلمان کا کوئی محدود وطن نہیں ہوتا بلکہ سارا جہان ہی اس کا وطن ہے۔ ان کا ایمان تھا کہ نبی اکرم ﷺ اور آپ کے صحابہ نے مدینہ منورہ کی حفاظت کے لیے جہاد وطنیت کی بناء پر نہیں کیا بلکہ دین اسلام، اسلامی تہذیب و تمدن اور ملت اسلامیہ کی حفاظت کے لیے کیا تھا تاکہ اسلام سربلند ہو۔ بقول مولانا ابوالحسن علی ندوی: "بانگ درا میں اقبال نے اپنا نقطہ نظر بالکل واضح کر دیا تھا کہ ملت اسلامیہ کی طاقت کسی وطن سے نہیں بلکہ توحید اور وحدتِ ملت سے ہے"[4]۔ اقبال نے اپنی نظم وطنیت میں اپنے خیالات کو اشعار کے قالب ڈھال کر بیان کیا ہے اور حقیقتِ حال کو واضح کیا ہے:

ان تازہ خداؤں میں بڑا سب سے وطن ہے   جو پیرہن اس کا ہے وہ مذہب کا کفن ہے[5]

مسلم کانفرنس 1933ء کے خطبہ صدارت میں آپ نے مغربی نیشنلزم کا پردہ ان الفاظ میں چاک کیا: "میں یورپ کے پیش کردہ نیشنلزم کا مخالف ہوں اس لیے کہ مجھے اس تحریک میں مادیت اور الحادیت کے جراثیم نظر آرہے ہیں۔ یہ جراثیم میرے نزدیک دورِ حاضر کی انسانیت کے لیے شدید ترین خطرات کا سرچشمہ ہیں۔ اگرچہ حب وطن ایک فطری امر ہے اور اس لیے انسان کی اخلاقی زندگی کا ایک جزہے۔ لیکن جو چیز سب سے زیادہ ضروری ہے وہ انسان کا مذہب، اس کا کلچر اور اس کی ملی روایات ہیں۔ یہی وہ چیزیں ہیں جن کے لیے انسانوں کو زندہ رہنا چاہیے اور انہی

---

[3]۔ ایس ایم منہاج الدین، افکار و تصوراتِ اقبال، کاروان ادب، ملتان، 1993ء، ص169
S.M Minhajuddin, Afkar_o_Taṣawurat_e_Iqbāl, Karwan_e_Adab, Mulatan, 1993, P 169

[4]۔ ابوالحسن علی ندوی، نقوش اقبال، اقبال اکیڈمی، لاہور، 2010ء، ص273
Abul Ḥassan Ali Nadvī, Naqoosh_e_Iqbāl, Iqbāl academy, P 273

[5]۔ علامہ محمد اقبال، کلیاتِ اقبال اردو، بانگِ درا، عنوان: وطنیت، ص187
Allama Muḥammad Iqbāl, Kulliyat_e_Iqbāl, P 187

کے لیے انہیں اپنی زندگی قربان کرنی چاہیے۔ وہ خطۂ زمین جس میں وہ رہتا ہے اور جس کے ساتھ عارضی طور پر اس کی روح وابستہ ہوتی ہے اس لائق نہیں کہ اسے خدا اور مذہب سے برتر قرار دیا جائے"۔[6]

اقبال نے آل انڈیا ریڈیو لاہور اسٹوڈیو سے یکم جنوری 1935ء کو سالِ نو کے موقع پر اپنے پیغام میں فرمایا:

"آج زمان و مکان کی پنہائیاں سمٹ رہی ہیں۔ انسان نے فطرت کے اسرار کی نقاب کشائی اور تسخیر میں حیرت انگیز کامیابی حاصل کی ہے۔ لیکن اس تمام ترقی کے باوجود استبداد نے جمہوریت، قومیت، اشتراکیت، فسطائیت اور نہ جانے کیا کیا نقاب اوڑھ رکھے ہیں۔ ان نقابوں کی آڑ میں قدرِ حریت اور شرف انسانیت کی ایسی مٹی پلید ہو رہی ہے کہ تاریخ عالم کا کوئی تاریک سے تاریک صفحہ بھی س کی مثال پیش نہیں کر سکتا"۔[7]

اقبال کہتے ہیں کہ عربوں کی وحدت پارہ پارہ کرنے والا فرنگی ہے۔ اس سب کی بڑی وجہ خود عربوں کی اپنے ساتھ ناانصافی اور روحِ رسول ﷺ کو تکلیف دینا ہے جس پر تمام امت ان سے شکوہ سنج ہے۔ اقبال نے عربوں کو متنبہ کیا اور انہیں بتایا کہ عالمِ عرب جغرافیائی سرحدوں اور زمینوں کا نہیں بلکہ محمدِ عربی ﷺ سے انتساب اور آپ کے دین سے تعلق کا نام ہے۔

نہیں وجود حدود و ثغور سے اس کا　　　محمدِ عربی سے ہے عالمِ عربی[8]

برصغیر میں جب ملت کو وطن سے مشتق قرار دینے والے اکبر بادشاہ اور اس کے مصاحبین نے وحدت ادیان کا چکر چلایا تو اس وقت حضرت مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی اس کے خلاف سینہ سپر ہوئے اور اہل دین و عوام الناس کو اس فتنہ کی طرف متوجہ کیا۔ اگر حضرت مجدد الف ثانی یہ کام نہ کرتے تو مسلمان ہندوستان میں اپنی انفرادیت کھو بیٹھتے اور متحدہ قومیت کے اس تصور کے غلام بن جاتے جو اسلام کی تعلیمات کے منافی ہے۔ یہی کچھ بیسویں صدی کی ابتدا میں بھی کیا گیا جب برصغیر کے مسلمان اپنے لیے علیحدہ وطن کی جدوجہد کر رہے تھے تو کانگریس اور اس کے ہمنوا چند مسلمان زعما تمام مسلمانوں کے ملی تشخص کو تباہ و برباد کرنے کے لیے ہندو مسلم اتحاد کے لیے کوشاں

---

[6]۔ ابوالحسن علی ندوی، نقوش اقبال، ص280-281

Abul Ḥassan Ali Nadvī, Naqoosh_e_Iqbāl, P 280.281

[7]۔ ایضاً، ص 280

Ibd, P 280

[8]۔ علامہ محمد اقبال، کلیاتِ اقبال اردو، ضرب کلیم، عنوان: امرائے عرب سے، ص577

Allama Muḥammad Iqbāl, Kulliyat_e_Iqbāl , P 577

تھے۔ ایسے میں علامہ اقبال، قائداعظم اور علمائے حق دو قومی نظریے کا پرچار اور پاکستان کا نعرہ بلند کیے ہوئے تھے۔ ان حضرات نے مسلمانوں کے جدگانہ ملی تشخص کو مجروح ہونے بچالیا[9]۔ اقبال نے مسلم ثقافت کے عنوان سے ایک مضمون لکھا جو 1911ء کی مردم شماری رپورٹ میں شائع ہوا جس میں آپ نے مسلمانوں کے لیے ایک الگ ملک کی ضرورت کو اجاگر کیا۔ آپ نے لکھا: "مسلمان اپنے مذہب، تہذیب اور عزت وآبرو کو صرف اسلامی حکومت کے زیر سایہ ہی محفوظ رکھ سکتے ہیں۔ ہماری نظر میں اسلام کا حتمی مقصد ایک مملکت کا قیام ہے جس میں مسلمان اسلامی شعار کے مطابق زندگی بسر کر سکیں"۔[10]

آپ کی زیرِ صدارت مسلم لیگ کا سالانہ اجلاس ۲۹ دسمبر ۱۹۳۰ء کو الٰہ آباد میں منعقد ہوا جس میں آپ نے دوٹوک الفاظ میں واضح کیا: "ہندوستان میں مختلف اقوام رہتی ہیں جن کا مذہب، نسل، زبان اور سب کچھ ایک دوسرے سے الگ ہے۔ مسلمانوں کا یہ مطالبہ کہ ہندوستان میں ایک اسلامی ہندوستان قائم کیا جائے بالکل حق بجانب ہے۔ میری خواہش ہے کہ پنجاب، سرحد، سندھ اور بلوچستان کو ایک ہی ریاست میں ملادیا جائے۔ میں صرف ہندوستان اور اسلام کی فلاح و بہبود کے خیال سے ایک منظم اسلامی ریاست کا مطالبہ کررہا ہوں۔ اس سے ہندوستان کے اندر توازنِ قوت کی بدولت امن قائم ہو جائے گا"۔[11]

مارچ 1938ء میں یعنی اپنی وفات سے ایک مہینہ پہلے اقبال نے ایک مضمون میں لکھا: "قدیم الایام سے اقوام اوطان کی طرف اور اوطان اقوام کی طرف منسوب ہوتے چلے آئے ہیں۔ ہم سب ہندی ہیں اور ہندی کہلاتے ہیں۔ کیونکہ ہم سب اس کرۂ ارضی کے اس حصہ میں بود و باش رکھتے ہیں جو ہند کے نام سے موسوم ہے۔ علیٰ ہذاالقیاس چینی، عربی، جاپانی، ایرانی وغیرہ۔ وطن محض ایک جغرافیائی اصطلاح ہے اور اس حیثیت سے اسلام سے متصادم نہیں ہوتا۔ ان معنوں میں ہر انسان فطری طور پر اپنے جنم بھوم سے محبت رکھتا ہے اور بقدر اپنی بساط کے اس کے لیے قربانی کرنے کو تیار رہتا ہے۔ مگر زمانہ حال کے سیاسی لٹریچر میں وطن کا مفہوم محض جغرافیائی نہیں

[9]۔ ہارون الرشید تبسم، اقبال جو اقبال ہے، مکتبہ تعمیر انسانیت، لاہور، 1992ء، ص25

Haroon_ur_Rasheed Tabassum, Iqbāl jo Iqbāl Hay, Maktaba Ta`mir Insaniyat, Lahore, 1992, P 25

[10]۔ ایضاً، ص236

Ibd, P 236

[11]۔ عبدالرحمٰن طارق، جہان اقبال، ملک دین محمد اینڈ سنز، لاہور، 1955، ص219

Abdul Rehman Tariq, Jaḥan_e_Iqbāl, Malik Din Muḥammad & Sons, Lahore, 1955, P 219

،بلکہ وطن ایک اصول ہے ہیئتِ اجتماعیہ انسانیہ کا اور اسی اعتبار سے ایک سیاسی تصور ہے، چونکہ اسلام بھی ایک ہیئت اجتماعیہ انسانیہ کا ایک قانون ہے اس لیے جب لفظِ "وطن" کو ایک سیاسی تصور کے طور پر استعمال کیا جائے تو وہ اسلام سے متصادم ہوتا ہے"۔[12]

علامہ محمد اقبال مغربی قومیت و وطنیت کے سیاسی تصور کو عہد جاہلی کے عصبی تصور کا نیا روپ سمجھتے ہیں۔ وہ مغربی جمہوریت کو بھی ملوکیت کا دل آویز پردہ قرار دیتے ہیں۔ وہ وطن دوستی کو جزوِ ایمان تو قرار دیتے ہیں لیکن ناجائز و مفاد پرست وطن پرستی کو انسانیت کا قاتل قرادیتے ہیں۔ بر صغیر کے مسلمانوں کی حالت زار پر خون کے آنسو بہاتے ہیں اور انہیں خوابِ غفلت سے جگانے لیے ہر ممکن تدبیر کرتے ہیں۔ وہ مسلمانانِ ہند کے لیے ایک الگ اسلامی ریاست کا وجود ناگزیر قرار دیتے ہیں۔ آپ اس ریاست کا جغرافیائی نقشہ بھی پیش کرتے ہیں اور اصولی سیاسی نظام بھی۔ ان کی نظر میں حقیقی اسلامی ریاست وہی ہوتی ہے جس کا مجموعی نظام قرآن و سنت کی روشن تعلیمات پر مشتمل ہو۔ جس میں حاکمیتِ اعلیٰ صرف اللہ کی ہو۔ جس کا قانون شریعتِ محمدی ﷺ ہو۔ جس میں سماجی عدل وانصاف کا بول بالا ہو اور انسانی اخوت پر مبنی امن قائم ہو۔

قومی ریاست سے متعلق مولانا حسین احمد مدنی کے افکار

مولانا حسین احمد مدنی (م 1957ء) دارالعلوم دیوبند کے مہتمم ،جمعیت علمائے ہند کے صدر اور کانگریس کے رکن تھے۔ مولانا کا مؤقف تھا کہ ہندوستان ہمارا وطن ہے اور اس میں بسنے والے سب ایک قوم ہیں۔ ہم اس وطن اور اس قوم کو تقسیم نہیں ہونے دیں گے۔8 جنوری **1938**ء کو مولانا نے صدر بازار دہلی میں ایک جلسہ عام سے خطاب کے دوران فرمایا: "موجودہ زمانے میں قومیں اوطان سے بنتی ہیں، نسل یا مذہب سے نہیں بنتیں۔ دیکھو انگلستان میں بسنے والے ایک قوم شمار کیے جاتے ہیں حالانکہ ان میں یہودی بھی ہیں، نصرانی بھی ، پروٹسٹنٹ بھی ، کیتھولک بھی۔ یہی حال امریکہ ، جاپان اور فرانس وغیرہ کا ہے"۔[13]

---

[12]۔ ابوالحسن علی ندوی، نقوش اقبال، ص281

Abul Ḥussain Ali Nadvī, Naqoosh_e_Iqbāl, P 281

[13]۔ مولانا حسین احمد مدنی، متحدہ قومیت اور اسلام، مکتبہ محمودیہ، لاہور، 1975ء، ص4

Maulana Ḥussain Aḥmad Madnī, Muttaḥidda Qaowmiyat aur Islam, Maktaba Maḥmoodia, Lahore , 1975, P 4

مولانا مدنی کی تقریر کا پورا متن اور مفہوم دہلی کے اخبارات "تیج "اور "انصاری" میں ، جبکہ دیگر اخبارت الامان، وحدت، انقلاب اور لاہور کے روزنامہ احسان میں بھی چھپا۔ جب یہ خبر "اقوام اوطان سے بنتی ہیں ، نسل یا مذہب سے نہیں" علامہ محمد اقبال تک پہنچی تو آپ شدید مضطرب ہوئے۔ چناچہ آپ نے "حسین احمد" کے عنوان سے ایک مختصر نظم قلم بند کی[14] جو دوسرے دن روزنامہ "احسان" لاہور میں شائع ہو گئی جس میں ایک روز پہلے مولانا مدنی کا بیان شائع ہوا تھا۔ علامہ اقبال نے لکھا:

عجم ہنوز نداند رموزِ دیں ورنہ — زِ دیوبند حسین احمد ایں چہ بوالعجبی است
سرود بر سرِ منبر کہ ملت از وطن است — چہ بے خبر ز مقامِ محمدِ عربی است
بمصطفیٰ برساں خویش را کہ دیں ہمہ اوست — اگر بہ او نرسیدی تمام بولہبی است[15]

مولانا مدنی کے بیان پر علامہ محمد اقبال کے اضطراب کا سب سے بڑا سبب یہ تھا کہ وہ تصور بھی نہیں کر سکتے تھے کہ مولانا مدنی جیسا عالمِ دین اور دیوبند جیسا دارالعلوم اسلام کے سیاسی نصب العین سے اس حد تک نا آشنا ہو گا۔ بہر حال مولانا پر لکھی گئی نظم نے ایک طوفان مچادیا۔ اس نظم کے جواب میں مولانا کے عقیدت مندوں نے علامہ اقبال کے خلاف بھی نظموں کا انبار لگادیا۔ اس صورتحال پر مولانا طالوت نے مولانا مدنی اور علامہ اقبال کے ساتھ خط و کتابت کا سلسلہ شروع کیا۔ مولانا مدنی نے اقرار کیا کہ انہوں نے دہلی صدر بازار کے جلسے میں یہ کہا تھا کہ موجودہ زمانے میں قومیں اوطان سے بنتی ہیں نسل یا مذہب سے نہیں بنتیں۔ تاہم ان کے بیان کو لوگوں نے غلط رنگ دیا۔ مولانا مدنی نے لکھا: " میں نے کہاہے کہ قومیت وطن سے ہوتی ہے یعنی قوم اور قومیت کی اساس وطن سے ہوتی ہے۔ میں نے ملت اور دین کا لفظ استعمال نہیں کیا کیونکہ قوم، ملت اور دین مرادف نہیں ہیں۔ سر اقبال کی بوالعجبی کو داد دیجیے ان کا ان تینوں کو ایک قرار دینا عجمیت اور عربی زبان سے ناواقفیت نہیں ہے تو کیا ہے۔ ہندوستان کے مختلف عناصر اور متفرق ملل کے لیے کوئی رشتۂ اتحاد بجز متحدہ قومیت کے نہیں ، جس کی اساس محض وطنیت ہی ہو سکتی ہے۔ اس کے علاوہ اور کوئی چیز نہیں۔ یہی وجہ ہے کہ کانگریس نے ابتدا ہی سے اس امر کو اپنے اغراض و مقاصد میں داخل کیاہے۔ **1885**ء میں جبکہ کانگریس کا اولین اجلاس ہوا تو سب سے پہلا مقصد مندرجہ الفاظ میں

---

[14]۔ ہارون الرشید تبسم، اقبال جو اقبال ہے، ص26

Haroon_ur_Rasheed Tabassum, Iqbāl jo Iqbāl Hay, P 26

[15]۔ علامہ محمد اقبال، کلیاتِ اقبال اردو، ص754

Allama Muḥammad Iqbāl, Kulliyat_e_Iqbāl, P 754

ظاہر کیا گیا" ہندوستان کی آبادی جن مختلف اور متصادم عناصر سے مرکب ہے ان سب کو متفق اور متحد کرکے ایک قوم بنایا جائے"۔[16]

مولانا مدنی کا جواب موصول ہونے پر مولانا طالوت نے علامہ اقبال کو خط لکھا جس میں مولانا مدنی کے خط کی تلخیص کی پیش گئی اور مطالبہ کیا گیا کہ مولانا مدنی کی پوزیشن کو اخبارات کے ذریعہ صاف کیا جائے یا واضح موقف دیا جائے تاکہ ہیجان ختم ہو[17]۔ علامہ اقبال نے مولانا طالوت کو نہایت مختصر جوابی خط میں کہا کہ آپ کے خط کا جواب احسان اخبار میں تفصیل سے دیا جائے گا۔ چند روز بعد آپ نے ایک اور خط مولانا طالوت کو لکھا کہ میں احسان اخبار میں جواب لکھنے ہی والا تھا کہ میرے ذہن میں ایک بات آئی ہے جسے آپ مولانا سے صاف کر دیں اور مجھے بتادیں: "مولانا نے فرمایا کہ آج کل قومیں اوطان سے بنتی ہیں، اگر ان الفاظ سے امر واقعہ کو بیان کرنا مقصود ہے تو اس پر کسی کو اعتراض نہیں ہو سکتا۔ اگر مولانا کا مقصد یہ تھا کہ ہندی مسلمان اس نظریے کو قبول کر لیں تو اس پر بحث کی گنجائش باقی رہ جاتی ہے۔ کیونکہ کسی نظریے کو اختیار کرنے سے پہلے یہ دیکھ لینا ضروری ہے کہ آیا وہ اسلام کے مطابق ہے یا منافی۔ مولانا کو یقین دلایئے کہ میں ان کے احترام میں کسی اور مسلمان سے پیچھے نہیں ہوں ۔ البتہ اگر ان کا مقصد وہی ہے جو میں اوپر لکھا ہے تو میں ان کے مشورے کو اپنے ایمان اور دیانت کی رو سے اسلام کی روح اور اس کے اساسی اصولوں کے خلاف جانتا ہوں۔ میرے نزدیک ایسا مشورہ مولوی صاحب کے شایانِ شان نہیں ہے۔ میں نے اپنی عمر کا نصف حصہ اسلامی قومیت اور ملت کے اسلامی نقطہ نظر کی تشریح و توضیح میں گذارا ہے۔ محض اس وجہ سے مجھ کو ایشیا کے لیے اور خصوصاً اسلام کے لیے فرنگی سیاست کا یہ نظریہ خطرۂ عظیم محسوس ہوتا تھا"۔[18]

مولانا طالوت نے مولانا مدنی سے علامہ اقبال کے سوالوں کا جواب طلب کیا تو مولانا نے علامہ اقبال اور مسلم لیگ پر طنز و تشنیع کے نشتر چلا کر جواب دیتے ہوئے لکھا: "میری تقریر کے لاحق و سابق پر نظر ڈالی جائے کہ موجودہ زمانے میں قومیتیں اوطان سے بنتی ہیں، یہ اس زمانہ کی جاری ہونے والی نظریت اور ذہنیت کی خبر ہے، انشاء نہیں

---

[16]۔ مولانا حسین احمد مدنی، متحدہ قومیت اور اسلام، ص 6-9

Maulana Ḥussain Aḥmad Madnī, Muttaḥidda Qaumiyat aur Islam, P 9-6

[17]۔ مولانا حسین احمد مدنی، متحدہ قومیت اور اسلام، ص 12

Maulana Ḥussain Aḥmad Madnī, Muttaḥidda Qaumiyat aur Islam, P12

[18]۔ مولانا حسین احمد مدنی، متحدہ قومیت اور اسلام، ص 18

Maulana Ḥussain Aḥmad Madnī, Muttaḥidda Qaumiyat aur Islam, P18

ہے"[19]۔ اس بیان کی اشاعت کے بعد دونوں طرف خاموشی طاری ہو گئی تھی اور یہ تاثر پیدا ہو گیا تھا کہ مولانا نے اپنے سیاسی مؤقف کی وکالت ترک کر دی ہے۔ مگر علامہ اقبال کی وفات کے بعد مولانا حسین احمد مدنی نے "متحدہ قومیت اور اسلام" کے عنوان سے ایک مختصر کتاب تصنیف کی۔ یہ حقیقت فراموش نہیں کی جاسکتی کہ مولانا حسین احمد مدنی تحریکِ پاکستان اور قیامِ پاکستان کے مخالف تھے۔ چنانچہ اس کتاب میں انھوں نے متحدہ ہندوستانی قومیت کی بنیاد پر متحدہ ہندوستان کے کانگریسی مؤقف کے اسلامی جواز عربی لغت، قرآن وسنت اور سیرتِ طیبہ سے پیش کیے ۔مولانا نے یہ ثابت کرنے کی کوشش کی کہ دو قومی نظریہ اور تحریک پاکستان اسلام کے منافی ہیں۔ اس لیے اسلامیانِ ہند کو مسلم لیگ کی بجائے انڈین نیشنل کانگریس میں شامل ہو کر اپنے وطن ہندوستان کو متحد رکھنا چاہیے۔ متحدہ قومیت سے متعلق مولانا مدنی نے رسول اللہ ﷺ کی زندگی کو بطور مثال پیش کرتے ہوئے اپنی کتاب میں لکھاہے: "ہماری متحدہ قومیت سے اس جگہ وہی قومیتِ متحدہ ہے جس کی بنیاد جناب رسول اللہ ﷺ نے اہل مدینہ میں ڈالی تھی۔ یعنی ہندستان کے باشندے خواہ کسی مذہب سے تعلق رکھتے ہوں بحیثیت ہندوستانی اور متحد الوطن ہونے کے ایک قوم ہو جائیں۔ اور اس پر دیسی قوم سے جو کہ وطنی اور مشترک مفاد سے محروم کرتے ہوئے سب کو فنا کر رہی ہے، جنگ کر کے اپنے حقوق حاصل کریں۔ اور ظالم اور بے رحم قوت کو نکال کر غلامی کی زنجیروں کو توڑ پھوڑ ڈالیں ۔ ایک دوسرے سے کسی مذہبی امر میں تعرض نہ کریں بلکہ تمام ہندوستان کی بسنے والی قومیں اپنے مذہبی اعتقادات، اخلاق اور اعمال میں آزاد رہیں۔ اپنے مذہبی رسم وراج، مذہبی اعمال واخلاق آزادی کے ساتھ عمل میں لائیں۔ اور جہاں تک ان کا مذہب اجازت دیتا ہو امن وامان قائم رکھتے ہوئے اپنی اپنی نشر واشاعت بھی کرتے رہیں، اپنے اپنے پرسنل لاء اور کلچر کو محفوظ رکھیں۔ نہ کوئی اقلیت دوسری اقلیتوں اور اکثریت سے ان امور میں دست وگریباں ہو اور نہ اکثریت اس کی جدوجہد کرے کہ وہ اقلیتوں کو اپنے اندر ہضم کر لے، یہی وہ چیز ہے جس کا اعلان کانگریس ہمیشہ کر رہی ہے"۔[20]

---

[19]۔ مولانا حسین احمد مدنی، متحدہ قومیت اور اسلام، ص22

Maulana Ḥussain Aḥmad Madnī, Muttaḥidda Qaumiyat aur Islam, P22

[20]۔ مولانا حسین احمد مدنی، متحدہ قومیت اور اسلام، ص69

Maulana Ḥussain Aḥmad Madnī, Muttaḥidda Qaumiyat aur Islam, P 69

اسی کتاب میں مولانا نے کانگریس کی حمایت،اس کے منشوراور متحدہ قومیت کے لیے اس کی کوششوں کو مدحت کے انداز میں بیان کیاہے:"ہندوستان میں متحدہ قومیت کو بھیانک صورت ظاہر کر کے نفرت دلانے والے بے شک وبلاشبہ برطانیہ کی ایسی عظیم خدمت انجام دے رہے ہیں جو کہ اس کی افواج اوراسلحہ بھی انجام نہیں دے پاسکی"۔اسی صفحہ پر اقبال کے فکرو فلسفہ کو دبے الفاظ میں غیر درست بھی قرار دیا گیاہے۔[21]

جمعیت علماء ہند نے اپنی ویب سائٹ پر اپنی سوسالہ خدمات کے تذکرے میں تین خدمات کا خصوصیت کے ساتھ ذکر کیاہے۔جس میں سب سے پہلی اور بڑی خدمت متحدہ قومیت کو قرار دیاہے۔جمعیت علمائے ہند نے اپنی ویب سائٹ پر لکھاہے:"ملک بھر کے نامور علماء کرام نے جمعیۃ علماء ہند کے اس دینی وسیاسی موقف کی زبردست حمایت کی اور اسے قرانی استدلال سے درست قرار دیا۔ہمارے اکابر حضرت شیخ الاسلام مولانا حسین احمد مدنیؒ،مولانا ابوالکلام آزاد،مجاہد ملت مولانا حفظ الرحمن سیوہارویؒ وغیرہم نے ایک ملک کی مختلف مذاہب وروایات والی آبادی کے درمیان اتحادو یک جہتی کے لیے مشترکہ قومیت کا تصور پیش کیا تھا"۔[22]

علمائے دیوبند کی کانگریس کے ساتھ متحدہ قومیت کے نظریہ پر یکجائی،خوشی اور جدوجہد کے بارے منظور ایچ کھٹانہ نے لکھاہے:

The ulema Dar-ul- uloom Deoban were nationalist and made appoint of cooperating with the Indian National Congress. They were happy to continue spreading the message of Islam within a united India.[23]

قیوم نظامی نے ایک مضمون میں لکھاہے:"جمعیت العلمائے ہند کابڑا حصہ جو مذہبی سکالروں پر مشتمل تھا قیام پاکستان کے خلاف تھا۔ان کی سوچ یہ تھی کہ ہندوستان میں رہتے ہوئے مسلمانوں کے سیاسی اور معاشی مفادات کا دفاع کیا جائے۔قیام پاکستان کے کٹر مخالف علماء میں مفتی کفایت اللہ اور مولانا حسین احمد مدنی شامل تھے"۔[24]

مولانا حسین احمد مدنی متحدہ قومیت کے زبردست حامی تھے۔ان کی کتاب "متحدہ قومیت اوراسلام" اس کا منہ بولتا ثبوت ہے۔کتاب کے مطالعہ کے بعد یہ پتہ چلتاہے کہ مولانا مدنی نے صدر بازار دہلی کے جلسے میں جو بیان

---

[21]۔مولانا حسین احمد مدنی،متحدہ قومیت اوراسلام،ص93

Maulana Ḥussain Aḥmad Madnī, Muttaḥidda Qaumiyat aur Islam, P 93

[22] -https://www.jamiatulama.in/accessed on 16-03- 2020

[23] -Manzoor H. Khatana, Iqbāl and Foundations of Pakistani Nationalism,P221

[24]۔نوائے وقت ملتان،22نومبر2014ء،قیوم نظامی،عنوان:قیام پاکستان کے حامی اور مخالف حلقے

Nawa_e_Waqt, Multan , 22.11.2014

"موجودہ زمانے میں قومیں اوطان سے بنتی ہیں ،مذہب سے نہیں بنتیں" دیا تھا یہ خبر کے طور پر نہ تھا بلکہ انشاء تھا۔ مولانا کو اس بات کا احساس ہی نہ تھا کہ ان سے غلطی ہوئی ہے بلکہ وہ علامہ اقبال کے سامنے دفع وقتی سے کام لے رہے تھے۔ لیکن علامہ کی وفات کے بعد انہوں نے "متحدہ قومیت اوراسلام" نامی کتاب لکھ کر علامہ پر اپنا غصہ نکالا اور کانگریسی متحدہ قومیت کا نہ صرف پرچار کیا بلکہ اس کے جواز کے لیے قرآن وسنت کی نصوص اور سیرت النبی ﷺ کو بھی استعمال کیا۔ حد تو یہ ہے کہ مولانا نے میثاق مدینہ کو بھی متحدہ قومیت کا معاہدہ سمجھا۔

علامہ اقبال کا یہ قول کہ "مولانا حسین احمد صاحب سے بہتر کون جانتا ہے کہ اسلام ہیئت اجتماعیہ انسانیہ کے اصول کی حیثیت میں کوئی لچک اپنے اندر نہیں رکھتا"، مولانا مدنی کی سمجھ سے بالاتر تھا جس کا اعتراف انہوں نے اپنی کتاب میں بایں الفاظ کیا ہے:"یہ خیال کہ اسلام بالکل غیر لچک دار مذہب ہے میری سمجھ سے بالاتر ہے"[25]۔ اس ناسمجھی کی وجہ حسین احمد رازی نے اپنی کتاب "متحدہ قومیت اور مولانا حسین احمد مدنی" میں ان الفاظ میں بیان کی ہے:"مولانا مدنی صرف نماز، روزہ، حج، زکوۃ، شادی بیاہ اور اس طرح دیگر معاملات کی ادائیگی وبجاوری کو ہی مذہب سمجھتے تھے جو کہ ان کی تعلیم وتربیت کے دوران انہیں سمجھایا گیا تھا۔ اسی لیے مولانا کو علامہ اقبال کی بات سمجھ نہیں آئی۔ حقیقت تو یہ ہے کہ وہ اصول جس پر اسلام نوعِ انسانی کی تشکیل ایک ایسے نظامِ اجتماعی میں کرنا چاہتا ہے جو قوانینِ فطرت کی اٹل اور بے لچک ہو۔ ہیئت اجتماعیہ کے تمام ایسے نظام جو انسانوں نے وضع کیے ہیں خالف فطرت اور خلافِ منشاء ایزدی ہیں۔ یعنی رنگ، نسل، وطن، زبان وغیرہ کے اشتراک سے اجتماعی نظام قائم کرنا۔ اس کے خلاف وہ ان تمام حدود وثغور سے بلند ہو کر وحدتِ قومی کے لیے وحدتِ ایمان کو بنیاد قرار دیتا ہے۔ یہ وہ اصول ہے جس میں کوئی لچک نہیں۔ اور اس کی سمجھ مولانا کو نہیں آئی"۔[26]

مولانا مدنی اپنی دانست میں علامہ اقبال، قائد اعظم اور مسلمانانِ ہند کے الگ وطن کے مطالبے کو درست نہیں سمجھتے تھے۔ وہ ہندوستان کی ہندو اور دیگر اقوام سے معاہدہ کر کے متحدہ ہندوستان میں مسلمانوں کو انگریزوں اور ہندوؤں کی غلامی میں رکھنا چاہتے تھے۔ شاید ان سے یہ بات پوشیدہ رہی کہ قرآن مجید کی مجموعی تعلیمات

---

[25]۔ مولانا حسین احمد مدنی، متحدہ قومیت اور اسلام، ص50

Maulana Ḥussain Aḥmad Madnī, Muttaḥidda Qaumiyat aur Islam, P 50

[26]۔ حسین احمد رازی، متحدہ قومیت اور مولانا حسین احمد مدنی، ادارہ طلوعِ اسلام، دہلی، 1357ھ، ص44

Ḥussain Ahmad Razi, Muttaḥidda Qaumiyat aur Islam Maulana Ḥussain Aḥmad Madnī,Talū_e_ Islam Institution, Delhi, P 44

کے مطابق مسلمانوں کے جامع طرز زندگی، عبادات و معاملات اور باہمی امور کے لیے ایک جداگانہ نظام ضروری ہے جس کے لیے نبی اکرم ﷺ اور آپ کے صحابہ نے ہجرت کی، مدینۃ الرسول میں پہلی اسلامی ریاست کا قیام عمل میں لایا گیا، انصار و مہاجرین مسلمانوں میں مواخات قائم کی گئی۔ فَلَا وَرَبِّكَ لَا يُؤْمِنُونَ حَتَّىٰ يُحَكِّمُوكَ فِيمَا شَجَرَ بَيْنَهُمْ ثُمَّ لَا يَجِدُوا فِي أَنفُسِهِمْ حَرَجًا مِّمَّا قَضَيْتَ وَيُسَلِّمُوا تَسْلِيمًا[27] کی نصِ قطعی سے نبی اکرم ﷺ کی حاکمیت کو مہر عطا کی گئی۔ اس تمام جدوجہد کا مقصد یہ تھا کہ مسلمانوں کی ریاست میں ان کے دینی، سماجی اور سیاسی امور ان کی باہمی مشاورت سے طئے ہوں۔ اور ان کی فلاح و بہبود، کفالت اور فیصلے کرنے والا حاکم بھی مسلمان ہو۔

خلاصہ

مولانا حسین احمد مدنی کی متحدہ قومیت کی حمایت وہی تھی جو مغرب کی پالیسی تھی۔ یعنی ایک ملک میں رہنے والے انسان عقائد و اعمال کے اختلافات کے باوجود ایک قوم بن سکتے ہیں۔ لیکن یہ نظریۂ قومیت اسلام کے نظریہ سے متصادم ہے، اس لیے کہ اسلام کے نزدیک صرف وہی افراد مل کر ایک قوم ہو سکتے ہیں جن میں وحدتِ ایمان و عمل ہو۔ یہی وجہ تھی کہ برصغیر میں علامہ اقبال نے مسلمان قوم کے لیے پاکستان کا مطالبہ کیا اور قائد اعظم نے اسے حاصل کیا۔ آسان الفاظ میں یہ کہا جا سکتا ہے کہ برصغیر کی وحدتِ ایمان و عمل والی مسلم قوم کا ملک "پاکستان" قائم کیا جائے جس میں مسلمان اپنی زندگیاں اسلامی اصولوں کی روشنی میں مسلمان سربراہِ حکومت کی قیادت میں بسر کریں۔ الحمد للہ پاکستان قائم ہوا اور مسلمانانِ پاکستان کو اپنی زندگیاں اسلامی اصولوں کے مطابق گذارنے کی ضمانت 1973ء کے آئین میں دی گئی ہے۔ اس آئین میں یہ ضمانت بھی دی گئی ہے کہ اسلام پاکستان کا مملکتی مذہب ہو گا، کوئی قانون اسلامی تعلیمات کے منافی نہیں ہو گا اور سربراہِ مملکت مسلمان ہو گا۔

نتائج و سفارشات

1. قومی ریاست کا تصور مغرب کا دیا ہوا ہے جس کی رو سے ریاست خود مختار ہو اور اس کے لوگ ہم نسل، ہم زبان، ہم تہذیب ہوں۔ ان کی حفاظت کی جائے اور ان کے مفادات کا تحفظ کیا جائے۔

[27] ۔ القرآن، سورۃ النساء 65:4

Al Qur'an, Ṣurah al Nissa 4 : 65

2. انگریزوں نے ہندوستان میں مسلمانوں کو ہندوؤں کے ماتحت رکھنے کے لیے متحدہ ہندوستانی قومیت ڈھونگ رچایا گیا۔ اس سیاسی چال میں بہت سارے علماء بھی ان کے دام میں گئے۔
3. مولانا حسین احمد مدنی نے متحدہ قومیت کی پرزور تبلیغ کی۔ ہندوستان کے کروڑوں مسلمانوں کو ہندو مسلم قومی وملی اتحاد میں جڑنے کی صرف تلقین کی جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ مسلمان ہند تقسیم ہوگئے اور آج انڈین مسلمان اس کا خمیازہ بھگت رہے ہیں۔
4. اللہ تعالیٰ نے علامہ اقبال کو نیشنلزم کی تہ تک پہنچنے کی بصیرت عطا کی۔ انہوں نے امت مسلمہ کو مغربی نیشنلزم کی مکاریوں اور تباہ کاریوں سے آگاہ کیا اور ان پر اہل مغرب کی سیاست کی گہرائی کو واضح کیا۔
5. علامہ اقبال نے ہندوستان میں کانگریس کی متحدہ قومیت کا پردہ چاک کیا اور اس کو سامنے رکھتے ہوئے ہندوستان کے مسلمانوں کے علیحدہ وطن کا مطالبہ کیا جسے قائداعظم کی قیادت میں مسلمانوں نے حاصل کر لیا اور اسلامی ریاست قائم کر لی۔
6. انسانوں کو مختلف تفریقات میں تقسیم کرنا اصول فطرت کے خلاف ہے۔ لہٰذا عالم انسانیت کو انسان دوستی کی طرف قدم بڑھانا چاہیے، نہ کہ نیشنلزم کی طرف۔
7. وطن کی محبت اگرچہ فطری تقاضا اور جزوِ ایمان ہے لیکن سیاسی لٹریچر میں وطن کا مفہوم محض جغرافیائی نہیں ہے بلکہ وطن ایک اصول ہے ہیئتِ اجتماعیہ انسانیہ کا اور اسی اعتبار سے ایک سیاسی تصور ہے۔ مسلمانوں کو یہ اصول ذہن نشین رکھ کر عالمی سیاست میں قدم بڑھانا چاہیے۔
8. اسلامی ریاست کا قیام مسلمانوں کے لیے ضروری ہے جسے حاصل کرنا اور اس کی حفاظت کرنا مسلمانوں پر لازم ہے۔ پاکستان اسی مقصد کے حصول لیے حاصل کیا گیا تھا اور اس کی سلامتی وبقا کی خاطر ہر طرح کی قربانی دینا مسلمانانِ پاکستان پر لازم ہے اور بوقتِ ضرورت اس کے لیے قربانی دینی چاہیے۔

This work is licensed under a Creative Commons Attribution 4.0 International License